سلسلہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی خدمت حدیث

از حضرت مولانا مولوی ظفر احمد صاحب عثمانی شیخ الحدیث، مدرسہ اشرف العلوم ٹنڈو الہیار (سندھ)

گذشتہ سے پیوستہ

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم محدث بانی دارالعلوم دیوبند ۱۲۹۷ھ

آپ نے شاہ عبد الغنی صاحب مجددی دہلوی سے علم حدیث حاصل کیا پھر قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی سے سند حدیث حاصل کی۔ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے بھی حدیث پڑھی۔ بخاری شریف کی تصحیح میں زیادہ کام آپ ہی نے کیا۔ اور مولانا احمد علی صاحب کے حاشیہ بخاری کے پانچ اجزاء کی تکمیل استاد کے ارشاد سے آپ نے ہی کی۔ بخاری کے یہ آخری پانچ اجزاء بہت مشکل ہیں، کتاب الاعتصام بالسنۃ کے بعد تراجم ابواب کی مناسبت حدیث سے بالکل معلوم نہیں ہوتی۔ اسی طرح کتاب الرد علی الجھمیہ اور کتاب التوحید بھی آسان نہیں ہیں، انہی اجزاء میں امام بخاری نے قال بعض الناس کہہ کر حنفیہ پر اعتراضات بھی زیادہ کئے ہیں۔ یہ مولانا محمد قاسم صاحب ہی کا حصہ تھا کہ ان دشوار گذار گھاٹیوں کو ایسا آسان کر دیا ہے کہ اب کسی راہ رو کے لئے کچھ دشواری باقی نہیں رہی۔

مولانا نے اپنی کتاب ہدیۃ الشیعہ میں کتاب حدیث کے طبقات اور اصول تنقید کو جس خوبی سے بیان فرمایا ہے اس کو دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے۔ . . . . کہ حجۃ اللہ البالغہ کے اصول تنقید و قواعد تطبیق کو آپ سے بہتر کسی نے نہیں سمجھا۔ مولانا بڑے دعوے کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ اقوال ابی حنیفہ کو حدیث کے موافق ثابت کرنے کا میں ذمہ لیتا ہوں لیکن تخریجات فقہاء کا میں ذمہ دار نہیں (سمعتہ من سیدی حکیم الامۃ) جن لوگوں نے مولانا کی تقریر درس حدیث میں سنی ہے وہ اس کے شاہد ہیں کہ واقعی مولانا اقوال ابی حنیفہ کی تقریر ایسی کرتے تھے جس کے بعد وہ بالکل حدیث کے موافق نظر آتے تھے۔ حدیث کو قول ابی حنیفہ کے مطابق نہیں کرتے تھے۔ کہ اس کا خلاف ادب ہونا ظاہر ہے۔ بلکہ قول ابی حنیفہ کو حدیث کے مطابق کر دیا کرتے تھے۔

چونکہ مولانا کے زمانے میں بعض لوگ مذہب اسلام پر اعتراض وطعن کے لئے میدان میں اتر آئے تھے اس لئے مولانا کو

لے مولوی امام خاں نوشہروی نے مولانا محمد قاسم صاحب کو شاہ عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ کا شاگرد، حدیث میں لکھا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں۔ شاہ عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ کا انتقال اپنے سب بھائیوں سے پہلے ہوا ہے ان کو مولانا محمد قاسم صاحب کیوں کر پا سکتے ہیں جنہوں نے شاہ اسحاق صاحب کو بھی نہیں پایا۔ ۱۲ ظ۔ ا۔ ع

اپنا زیادہ وقت ان کی مدافعت میں صرف کرنا پڑا۔ اور دنیا گواہ ہے۔ کہ مولانا کو اس میں جیسی کامیابی ہوئی، وہ آپ ہی کا حصہ تھی۔ جس کو تائید غیبی کہنا اصلاً مبالغہ نہیں۔ مولانا کی کتب مثلاً حجۃ الاسلام، جواب بہ ترکی تر کی، مباحثہ شاہجہانپور، تحفۂ لحمیہ، قبلہ نما، تقریر دلپذیر انتصار الاسلام اور تصفیۃ العقائد اس پر شاہد عدل ہیں، اس لئے گو آپ نے خدمت علم حدیث کے لئے تحریری کام زیادہ نہیں کیا۔ مگر آپ کا بڑا کارنامہ جو تمام سلسلۂ ولی اللہی کے تحریری کارناموں سے زیادہ وزنی ہے۔ یہ ہے کہ آپ نے دار العلوم دیوبند کی بنیاد ڈال دی۔ جس میں اس وقت سے اب تک ہر سال دورۂ حدیث تمام ہوتا ہے۔ دار العلوم دیوبند کا نور برابر چمکتا اور بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی شعاعیں ہندوستان سے گزر کر ملایا۔ سماٹرا، جاوا اور مشرق اقصیٰ میں چین تک پہونچ گئیں، اور جنوبی افریقہ، بلاد افغانستان وایران ومصر وشام وعرب تک اس کی علمی تحقیقات کا جھنڈا بلند ہو گیا۔ آج دار العلوم کو بجا طور پر ازھر الہند کا لقب دے دیا گیا ہے جن علماء نے اس درس گاہ سے صرف دورۂ حدیث کی تعلیم حاصل کی ان کی تعداد دس ہزار سے اوپر ہے، اور جو تمام علوم شرعیہ عقلیہ ونقلیہ میں اس درسگاہ سے کامیاب ہوئے اُن کا شمار پانچ ہزار تک ہے۔ اور ان میں سے جو صاحب درس وتدریس ہو کر مفتاح العلوم بن گئے۔ ان کی تعداد ایک ہزار سے کم نہیں۔ دار العلوم کے طلبہ کی تعداد ہر سال ڈیڑھ ہزار سے اوپر ہو جاتی ہے۔ اگر اسلامیان ہند اس درسگاہ پر ویسی توجہ کرتے جیسی اہل مصر نے جامع ازہر کی ہے۔ تو یقیناً اس کا پایہ اس سے بھی بہت زیادہ بلند اور عظیم الشان ہوتا۔ اس درسگاہ کے فارغین نے جن مدارس کی بنیاد اطراف ہندوستان میں قائم کی ہے۔ ان کا شمار ایک ہزار سے زیادہ ہی ہے۔

اور یہ تمام تر خدمت قرآن وحدیث مولنا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے نامۂ اعمال میں داخل ہے۔ اللّٰھم ارفع درجاتہٗ وتقبل حسناتہٗ ومتعنا بفیوضہ وبرکاتہ آمین۔ تاسیس دار العلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم صاحب کے ساتھ حضرت مولنا رشید احمد صاحب گنگوھی۔ مولنا محمد یعقوب صاحب نانوتوی کے انفاس قدسیہ کی امانت بھی شامل حال تھی اور ابتداء میں یہی تین حضرات اُس کے روح رواں تھے، مگر موسس اوّل مولنا محمد قاسم تھے،

مولانا شیخ محمد محدث تھانوی

مولانا شیخ محمد اپنے زمانہ میں محدّث کے لقب سے مشہور تھے۔ شاہ محمد اسحاق صاحب کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ جب آپ نے سلطان عالمگیرؒ کے حافظ حدیث ہونے کا واقعہ بیان فرمایا۔ کہ ان کو بارہ ہزار حدیثیں حفظ تھیں تو آپ کے ایک شاگرد نے پوچھا حضرت آپ کو کتنی حدیثیں حفظ ہیں، فرمایا اپنی محفوظات پر نظر ثانی کر کے کل جواب دونگا۔ کیونکہ میں نے اب تک اپنی محفوظات کو شمار نہیں کیا۔ دوسرے دن فرمایا الحمد للہ مجھے چار ہزار حدیثیں حفظ ہیں (سمعتہٗ من سیدی حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہٗ) سنن نسائی پر آپ کا حاشیہ مطبع مجتبائی میں طبع ہو چکا ہے۔ جس میں زیادہ تر حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب کی تحقیقات وتقریرات جمع کی گئی ہیں،

مولانا شیخ عبد القیوم بھوپالی بڈھانوی سنہ ۱۲۹۹ھ

آپ بھی شاہ اسحاق صاحب کے اجلۂ تلامذہ سے ہیں، اور اُن کے داماد بھی ہیں، ساری عمر درس حدیث میں گذری، بڑے بڑے علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی بسلسلات شاہ ولی اللہ کی سند علماء کو آپ سے ہی پہونچی، آپ بھوپال سے علیل ہو کر جب اپنے وطن تشریف لے گئے تو جماعت طلبہ بھی ساتھ تھی جو آپ سے بخاری شریف پڑھ رہے تھے، راستہ میں مرض بڑھ گیا۔ اور

کچھ دنوں بنارس میں آپ نے قیام فرمایا۔ اس حالت میں بھی درس حدیث جاری رہا۔ سرزمین بنارس کو یہ شرف حاصل ہے کہ ایک قدسی صفات محدث نے اس میں کچھ دنوں درس حدیث دیا ہے یہاں سے وطن کو روانہ ہوئے تو مرض موت کے آثار راستہ میں شروع ہوگئے، جس وقت آپ اپنے مکان کے دروازے پر پہنچے ہیں تو بخاری شریف کی آخری حدیث کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم آپ کی زبان پر تھی کہ نزع روح شروع ہوگیا فوراً مکان کے اندر لیجایا گیا۔ اور روح قفس عنصری سے آزاد ہوگئی۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون اسی ایک واقعہ سے ہی آپ کا شغف حدیث ظاہر ہے۔

مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی مدرس اوّل ومحدث مظاہر علوم سہارنپور ۱۳۰۲ھ

علم حدیث مولانا شیخ رشید الدین دہلوی اور مفتی صدر الدین دہلوی، اور شاہ محمد اسحاق صاحب رح سے حاصل کیا۔ جملہ علوم شرعیہ نقلیہ وعقلیہ کے ماہر تھے۔ علم فقہ میں مرجع خلائق تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم کے محدث اعلیٰ تھے، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی آپ سے بعض کتاب ابتدائیہ پڑھی ہیں' انتقال کے وقت بوجہ حدیث نبوی المومن یموت بعرق الجبین" بار بار اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ جب پسینہ نمودار ہوا تو خوشی سے چہرہ کھل گیا۔ اور اسی خوشی کے عالم میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

نادرۃ الزماں مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی سنہ ۱۳۰۴ھ

آپ سلسلۂ ولی اللّٰہی کے مایۂ ناز محدث فقیہ، اصولی، معقولی، مورخ، محشی اور بہترین مصنف تھے، تھوڑی عمر میں اتنا کام کیا ہے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو جاتی ہے۔ تمام علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ وآلیہ میں آپ کی تالیفات موجود ہیں، کتب درسیہ پر حواشی بھی بکثرت ہیں، تالیفات کے ساتھ شغل درس بھی جاری تھا۔ اور یہ سب خدمات ۳۹ سال میں انجام دے کر دار البقاء میں پہونچ گئے۔ آپ نے علم حدیث اپنے والد صاحب سے حاصل کیا۔ ان کو حدیث کی اجازت شاہ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی اور مولانا حسین علی محدث ملیح آبادی تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حاصل ہے پھر مولانا عبدالحئی صاحب نے شاہ عبدالغنی صاحب سے خود بھی بذریعہ خط کے اجازت حاصل کی، آپ کی تالیفات حدیث میں التعلیق الممجد علی الموطا لمحمد بہت لاجواب ہے جس کے مقدمہ میں تاریخ علم حدیث پر سیر حاصل کلام فرمایا ہے، علم رجال میں الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ بے نظیر ہے۔ امام الکلام فی القرأۃ خلف الامام، ظفر الامانی، السعی المشکور، تذکرۃ الراشد، تراجم علمائے ہند، سعایہ وغیرہ مصنف کی وسعت نظر اور شان تحقیق کی روشن دلیلیں ہیں، رحمہ اللہ رحمۃ من عندہ آمین، سعایہ اگر پوری ہوجاتی تو حدیث و فقہ کا بحر زخار ہوتا۔

مولانا محمد حسن صاحب اسرائیلی سنبھلی سنہ ۱۳۰۵ھ

آپ مولانا عبدالحئی لکھنوی کے قابل تلامذہ میں تھے، مُسند امام ابوحنیفہ کا حاشیہ تنسیق النظام اور اس کا مقدمہ آپ کی حدیث دانی اور

لہ مولوی امام خاں صاحب نوشہروی نے آپ کی وفات بھوپال میں لکھی ہے، جو صحیح نہیں ہے، ۱۲ ط

وسعتِ نظر کا آئینہ ہے، تغمدہ اللہ برحمتہ ورضوانہ شرح معانی الآثار الطحاوی کی تصحیح و تحشیہ میں بھی مولانا وصی احمد صاحب کے ساتھ آپ نے کام کیا ہے۔

مولانا فخر الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آپ مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ سنن ابی داؤد پر آپ کا حاشیہ التعلیق المحمود کے نام سے طبع ہو چکا ہے، یہ حاشیہ اُسی شان کا ہے۔ جیسا مولانا احمد علی سہارنپوری کا حاشیہ بخاری پر ہے آج تک ابی داؤد کا ایسا نفیس اور جامع حاشیہ نہیں دیکھا گیا۔ یہ بھی سلسلۂ ولی اللّٰہی کی خدمت حدیث کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رح آپ نے علم حدیث شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی سے حاصل کیا۔ دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے مدرس اوّل اور محدّث آپ ہی ہیں۔ صدہا علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی جن میں سے مولانا حکیم الامتہ تھانویؒ کا نام لینا کافی ہے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب کی تحقیقات حدیثیہ کا اندازہ حضرت حکیم الامتہ کی تصانیف سے بخوبی ہو سکتا ہے آپ کو علم حدیث کے علاوہ علم تفسیر و ذوق عربیت بھی بدرجۂ کمال حاصل تھا۔ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری کو باوجود کمالِ ادب دانی و تبحر فی العربیہ کے اعتراف تھا کہ تفسیر بیضاوی جیسی مولانا محمد یعقوب صاحب پڑھاتے ہیں میں نہیں پڑھا سکتا

قطب زماں مولانا شاہ فضل الرحمٰن محدث گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۵ھ آپ بھی شاہ محمد اسحاق صاحب کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کی ساری عمر درس حدیث میں گزری۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سے سندِ حدیث حاصل کی ہے، جن میں سے مولانا محمد علی صاحب مونگیری اور حضرت حکیم الامتہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی کا نام لینا ہی کافی ہے۔ آپ سے بھی صدہا علماء فیضیاب اور علوِّ اسناد کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ آپ کی اسانید حدیث میں مستقل رسالہ طبع ہو چکا ہے۔

محدث بہار مولانا ظہیر حسن شوق نیموی رح ۱۳۲۲ھ آپ مولانا عبد الحیؒ لکھنوی کے ارشد تلامذہ میں سلسلہ ولی اللّٰہی کے قابل فخر محدّث ہیں۔ آثار السنن کی دو جلدیں مع حاشیہ التعلیق الحسن آپ کی حدیث دانی، تبحر علمی اور وسعت نظر اور شان تحقیق پر شاہد ہیں۔ افسوس یہ کتاب پوری نہ ہوئی ورنہ اپنے باب میں بے نظیر ہوتی۔ رحمہ اللہ وتغمدہ بغفرانہ۔

(باقی آئندہ)

شائقین ۴ کے ٹکٹ بھیج کر دفتر رسالہ ندائے حق ۳ اوکاڑہ روڈ کرشن نگر لاہور سے عصائے موسیٰ بجواب حدیث پرویز نمبر ۲۔ جناب پرویز صاحب کے رسالے موسومہ اندھے کی لکڑی کا جواب از پروفیسر عباسی صاحب منگوا سکتے ہیں۔